पर्याय शब्द

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम पयामे शाद

लेखक मास्टर रौनक राम जी

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 1496

پیام شاد

یعنی

شہید دھرم ماسٹر روتی رام جی شاد کی چند

انوارِ قدرت

رباعیات

(۱)

ہر چیز میں ہے جلوہ نمودار تیرا — کرتا ہے ہر ایک ظہور اظہار تیرا
ہر سو تیری قدرت کے ہیں انوار — اندھا ہے جو اس پر کرے انکار تیرا

(۲)

سورج کے چمکنے میں چمک تیری ہے — بجلی کے دمکنے میں دمک تیری ہے
سبزے کے مہکنے میں مہک تیری ہے — کلیوں کے چٹکنے میں چٹک تیری ہے

مسدس

اگر لے نشہ تو چشم بصیرت کو کھول کر دیکھے — بلاشک نورِ باری شش جہت میں جلوہ گر دیکھے
ہوا پر غور کی ڈالے نظر یا بحر و بر دیکھے — تو اس قادر کی قدرت کا تماشا طرفہ تر دیکھے
عجائب و غرائب صورتیں ہر سو بنائی ہیں بہ
بناوٹ میں ہزاروں صنعتیں جنکی کھپائی ہیں

ہر اک شے کو خود اس نے اپنی طاقت سے بنایا ہے — ہر اک جاندار کو ساماں مناسب حال بخشا ہے
عجب اور بے نہایت طاقتیں وہ ذات رکھتی ہے — کسی امداد غیری کی اُسے حاجت نہ پڑ ولتی
خود اپنے جسم کی بھی وہ نہیں رکھتا ضرورت ہے
کہ قید جسم سے آزاد ہے بے شکل و صورت ہے

جو دانا ہیں نہیں زنہار وہ حیرت میں آتے ہیں — مگر اس بے جسم سے یہ جسم کیونکر بنتے جاتے ہیں
ہم اپنے ہاتھ سے باہر کی چیزوں کو اٹھاتے ہیں — پر اپنے ہاتھ کو خود بے مدد غیرے ہلاتے ہیں

[illegible]ی روح جیسے ہاتھ کو حرکت میں لاتی ہے
یہی موجودگی ہر چیز کی اس کو بتاتی ہے

نہیں ہیں پاؤں اس کے پر وہ ہے پہنچا ہوا ہر جا   نہیں ہیں ہاتھ لیکن سب کو اس نے ہے پکڑ رکھا
نہیں ہیں کان لیکن سب کی ہے آواز کو سنتا   نہیں آنکھیں ہیں لیکن سب کو ہے وہ دیکھنے والا

ہماری آنکھ اس سے دیکھتی ہے کان سنتے ہیں
کھلا ہے جن پہ یہ سر خفی سر اپنا دھنتے ہیں

اگر ہر درختاں کو زباں وہ مہرباں دیتا   تو سب اہل جہاں کے سامنے وہ یہ بیاں دیتا
ہمیں میں زندگی اور روشنی ہوں ہستیاں دیتا   سکت یہ ہے مجھے پر مالک کون و مکاں دیتا

میں اک جسم مادی ہوں وہ ہے روح رواں میری
بچھڑ جائے وہ مجھ سے تو پھر ہستی کہاں میری

عطا کی ہے اسی نے آگ کو طاقت جلانے کی   اسی نے باد کو بخشی ہے یہ قدرت اڑانے کی
اسی نے دی ہے خصلت خاک کو گلبن اگانے کی   اسی نے آب کو دی خاصیت مردہ جلانے کی

وہی آکاش میں آواز کو ہر سو گھماتا ہے
ملا کر پانچ تتوں کو وہی دنیا بناتا ہے

فلک ہے اس کا سر یہ مہر و مہ دو اس کی آنکھیں ہیں   زباں ہے اس کی وید پاک اسکے کان طرفین ہیں
جہاں والے ہیں اس کا دل ہوا یہ اسکی سانسیں ہیں   زمیں ہے پاؤں اسکے سمجھنے کی پر یہ باتیں ہیں

وہ اس میں جان کی صورت ہے دنیا مثل قالب ہے
اسے ہر چیز میں ہے دیکھتا جو اس کا طالب ہے

وہ خود کامل ہے اور نظم و نسق اس کا مکمل ہے   نہ کچھ بھی جس میں گڑبڑ ہے نہ پڑتی جس میں کھلبلی ہے
کہیں صحرا لق و دق ہے کہیں سرسبز جنگل ہے   کبھی چلتی ہے آندھی اور کبھی بارش ہے بادل

مطابق اس کے یہ ہوتے رہینگے ہوتے آئے ہیں
جو ابتدا میں اس نے قاعدے اپنے بنائے ہیں

زمین اور چاند سورج حکم میں اس کے چلتے ہیں   اسی کے حکم میں ہی شب و روز پہرے بدلتے ہیں

اسی کے حکم سے دریا پہاڑوں سے نکلتے ہیں
اسی کے حکم سے جا بجا چشمے ابلتے ہیں

جہاں پر اور جہاں والوں پر اس کا رعب چھایا ہے
جو اس کا توڑ دے قانون کس مائی کا جایا ہے

وہ شاہوں کا شہنشہ ہے وہ حاکم سب کے اوپر ہے
وہ مالک مالکوں کا ہے وہ منصف سب سے بڑھ کر ہے

وہ سارے دیوتاؤں کا دیوتا ہے سب کا ایشر ہے
کوئی برتر کہاں اس سے نہیں کوئی برابر ہے

وہ اندر اور باہر کی خبر سب جان لیتا ہے
وہ نیکی اور بدی کا سب کو بدلا صاف دیتا ہے

اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا سب کی
اسی میں ہے بقا سب کی اسی میں ہی فنا سب کی

دلوں کا ہے وہ مالک خواہشیں ہی جانتا سب کی
مرادوں کو بر لاتا وہ قبل از التجا سب کی

وہی سب کا محافظ ہے ۔ وہی سب کا سہارا ہے
وہی معبود ہے سب کا وہی یتیم پیارا ہے

وہ خود بےخوف ہے بےخوف عابد کو بناتا ہے
وہ ہے خود پاک عابد کو گناہوں سے بچاتا ہے

وہ خود ہے راحت کل اس سے ہی راحت کا دوآتا ہے
وہ لافانی ہے دل سے موت کا خطرہ مٹاتا ہے

بہر دم روز و شب اس کے کرم پر شاد رہتا ہوں
مجھے کیوں جیلی کا دکھ ہو کہ اس کو یاد رکھتا ہوں

ویدک گیان منظوم

اگنی میدھے ۔ پروہتم ۔ یگیسیہ دیوم رتوجم ہوتارم رتن دھاتمم

(۱)

بتاتا ہے "اگنی" ایشر کا نام ۔ کہ ہے تیج اور شدھتا کا وہ دھام
وہی گیان کا ایک بھنڈار ہے ۔ وہی اگرنی سب کا کرتار ہے

(۲)

پروہت سے ہوتا ہے ہم کو یہ گیان ۔ ہے پرماتما ہر جگہ ورتمان
سمیپ اپنے بھگتوں کے ہے سربدا ۔ وہ ہے جیو ماتر کا ہتکر سدا

(۳)

جو "یگیتیہ دیوم" کہا ہے یہاں ۔ سمجھ اس کا یہ ارتھ لے مہربان
کہ سب ستیہ کرموں کا اور گیان کا ۔ اسی نے ہے پرکاش سارے کیا

(۴)

یہ "رتوجم" شبد بتلا رہا ۔ کہ ایشور ہے پوجن رہے سب سے بڑا
بسنت آدی رتوؤں کا کرکے ہون ۔ وہ کرتا ہے اپکار پرانتین

(۵)

شنیش ہے "ہوتارم" اگنی کا جو ۔ یہ ارتھوں سے اس کے ہمیں گیات ہو
نہیں کوئی ایشور سا داتا رہے ۔ نہیں دان کا اس کے کچھ پار ہے

(۶)

سیا رتن دھاتمم سے یہ ہم نے جان ۔ کہ پرماتما ہے بدھاتا مہان
سکل وشو کا ہے وہ آدھار ایک ۔ دئے اس نے ہم کو پدارتھ انیک

(۷)

ہمیں شبد "ایڑے" سے شکشا ملی ۔ کہ اگنی پربھو کی کریں استتی
پڑھے یا سنے تو اگر وید شاد ۔ کھلیں گیان کے تجھ پہ سب بھید شاد

طلب راحت

مہاشہ رونق رام شاد کے قلم سے

جس قدر دنیا میں یاں انسان یا حیوان ہیں   مکھیاں مچھر وغیرہ بھی جو رکھتے جان ہیں
پھرتے راحت کی طلب میں سب کے سب حیران ہیں   ڈھونڈھتے لینے کو راحت کا یہ سامان ہیں
سب رہے ہیں الفت راحت میں کلفت روز و شب
پر نہیں ممکن کہ اس کی چھوڑ دے کوئی طلب

دل میں رہتی ہے بھری راحت کی ان کے آرزو   ان کے ہر کام کی تہ میں ہے اسی کی جستجو
ہے لئے پھرتی ہوس راحت کی ان کو کو بکو   پھرتے ہیں خواہش میں اس کی گھومتے یہ چار سو
جس کو کچھ تھوڑی سی راحت بھی ہے مل جاتی جہاں
وہ پہنچتا ہے مصائب جھیل کے بھی پھر وہاں

برہمچاری کا کبھی دل آن کے بہلائے یہ   خانہ داری کا کبھی بار گراں اٹھوائے یہ
عہد پیری میں ہر اک گھر در سے چھٹوائے یہ   اور ریاضت کے لئے جنگل میں گھر کروائے یہ
ترک دنیا کا کسی نے اس سے جب شور یہ سنا
اس کو سنیاسی فقیر اک دم میں اس نے کر دیا

امن راحت کے لئے ہے جنگ راحت کیلئے   کھیتی باڑی کا بنا ہے ڈھنگ راحت کیلئے
ہوتا ہے بیوپار کا آہنگ راحت کے لئے   توڑتے ہاتھوں سے ہیں ہم سنگ راحت کیلئے
جان جوکھوں کے بھی اس دنیا میں جتنے کام ہیں
مہربانی سے اسی کی پار ہے انجام ہیں

حاکموں کو عدل سکھلاتی ہے راحت کی طلب   رحم اور انصاف پھیلاتی ہے راحت کی طلب
ظالموں سے ظلم کرواتی ہے راحت کی طلب   گردنیں دنیا کی کٹواتی ہے راحت کی طلب
یہ پہن لیتی کہیں تو ہے بدی کا پیرہن
اور کبھی کرتی ہے یہ نیکی کا جامہ زیب تن

دل میں نیک و بد اُپجتے ہیں غرض جتنے خیال — ہو رہی ہے دہر میں جو جھوٹی سچی قیل قال
فعل اچھے یا بُرے اور بانکی چال ڈھال — طاقتیں ہر قسم کی علم و عمل فضل و کمال
اتقا زہد و عبادت اور ریا جام سبو
سب کا ہی مقصود ہے راحت کی کرنا جستجو

غور کے قابل مگر یہ بات ہے اے ہوشیار — ڈالئے اس پر تعمق کی نظر اب ایک بار
جبکہ راحت کے لئے پھرتے ہیں سب دیوانہ وار — ہے اسی کے واسطے دنیا کا سارا کاروبار
پھر سبب کیا ہے کہ یہ راحت کہیں ملتی نہیں
بھوت کا سا وہم ہی ہے یا کہ یہ ہے بھی کہیں

اس کی ہستی میں تو کچھ بھی ہو نہیں سکتا ہے شک — کون ہے جس نے نہ دیکھی ہو کبھی اسکی جھلک
ہاں رسائی ہو نہیں سکتی در مقصود تک — چھوڑ کے پگڈنڈیاں جب تک نہ لیں سیدھی سڑک
جہل و نادانی نے جن کو کر دیا گمراہ ہے
ان کے گرنے کے لئے رنج و الم کا چاہ ہے

چاہتا ہے خیر پر جو صرف شر ہے ہو رہا — آم کھانے کی غرض سے آک ہے وہ بو رہا
اپنے کاموں میں جو اپنی عمر کو ہے کھو رہا — روز و شب رنج و محن کے ہے وہ بستر ڈھو رہا
حق تو یہ ہے گر ہو جائے تمیز نیک و بد
ملتی ہے راحت تو ٹلتی ہے بلائے رنج و درد

اس لئے لازم ضروری ہے کہ مرد ہوشیار — اپنے قول و فعل پر کرتا رہے ہر دم بچار
دخل نیت میں نہ اسکی ہو بدی کو زینہار — دھرم کے احکام کے اندر ہو اس کا کاروبار
ہر دو عالم کی ہے راحت دھرم ہی پر منحصر
دھرم ہی سے راحت صادق کو پاتا ہے بشر

دھرم کے کاموں میں تن من دھن لگانا چاہئے — آب حیواں دھرم کا پینا پلانا چاہئے
دھرم کی طاقت سے بدیوں کو بھگانا چاہئے — نیکیوں سے آتمک بل کو بڑھانا چاہئے
قوم میں جن کی بہت ہوں یہ اور دھرماتما

وہ جیتش سکھ سے انہیں دے عزو شان رہا تھا

درحقیقت منبع راحت دل انسان ہے — دل کے تئیں جیتنے کا دھرم سے ارکان ہے
دل ہو قبضے میں تو کچھ رہتا نہیں خلجان ہے — رنج کا سامان بھی راحت کا یہ سامان ہے
تم بھی قابو میں رکھو اپنے دل نادان کو
شاد خاطر میں نہ لاؤ جیل کے خلجان کو

"مہرشی دیانند کا احسان"

مہرشی سوامی دیانند بچایا تو نے — ڈوبتے بیڑے کو بھارت کے ترایا تو نے
وید کے بارے میں جو پھیل چکی تھیں گھر گھر — سب غلط فہمیوں کو آکے مٹایا تو نے
اگنی وایو کی پرستش کا چرچا یا جھگڑا — ایک ایشور کو ہی معبود بنایا تو نے
دیو اور پتر کے معنی میں پڑی تھی غلطی — لغت و صرف سے صاف اسکو ہٹایا تو نے
یگیہ کا ارتھ سمجھتے تھے جو قربانی — نام انہیں یگیہ کا اور بھی دکھایا تو نے
کرم پر ورن کی بنیاد بتائی ایسی — جنم اور ذات کا سب گر گھٹایا تو نے
جو ہے سنفرزدہ ترقی کی وہ انساں کیلئے — آشرم دھرم کا جو پیڑ لگایا تو نے
قرب نیکی کے لئے اور بدی کی خاطر — سنسکاروں کا ہمیں دھیان دلایا تو نے
وید پڑھنے کا دیا سب کو برابر ادھکار
استری شودر جاتی کی مٹا دی تکرار

آریہ جاتی کا ہمدرد و مربی تو تھا — آریہ ورت کا اک سچا ہتیشی تو تھا
دردمندوں کے ہر اک درد کا دارو تو تھا — بیکس و بےبس و بے یار کا حامی تو تھا
کھول دی تو نے یتیموں کیلئے پریم کی گود — بال بدھواؤں کی اک وجہ تسلی تو تھا
خویش و بیگانے تھے سب تیری نظر میں یکساں — دوست ہندو کا مسلمان کا دردی تو تھا

دین و دنیا کو غنی کر دیا ہستی نے تیری
گنج مخفی عبودی کو عیاں دی تو تھا
گیان میں کرم میں وگیان میں سنگتی میں
چاہتا آریہ جاتی کی ترقی تو بہت
وید و دیا یہ تھی بنی تیری ریفارمر سکیم
رل کے شاگرد نہ سنڈل کا طفیلی تو تھا
تیری ہر بات میں تھے جوہر الفت پنہاں
مخزن فضل و کرم معدن نیکی تو تھا

نخل بے برگ پہ برسا دیا باران تو نے
کر دیا دھرم کا سرسبز گلستان تو نے

تجھ میں تھا حد سے فزوں تتو درشی کا بل
دھرم کے کر دیئے اس بل سے مسائل سب حل
کھاتے تھے منہ کی مخالف تو ترے ہوتے تھے
تو نے جو مانے وہ ثابت ہوئے سدھانت اٹل
وید پڑھنے کی وہ تحریص دلائی سب کو
گو بجھتے وید دہونی سے اٹھا پڑے رشتہ دل
خوبیاں ہوم کی ہے مانتی جانتی دنیا
شہر کیا ہوم سے مہکیں گے کبھی دن جنگل
آریہ جاتی کا جو ان پہ رجحان تھا
تو نے وہ شغل کر تیجی کا کیا مستعمل
تیری تدریس کا پھل سب سے بھلائی کرنا
تیری تعلیم کا حاصل ہے ترقی مارل
ہوئی توجیہ ترے ریخ بہرے لفظوں کی
تلخ اندیش بھی جب دینے لگا میٹھے پھل
جو کہا منہ سے وہی کر کے دکھایا تو نے
سب کو ہے قابل تقلید ترا طرز عمل

علم و عقل کی اک نہر بہا دی تو نے
کشتی عمر بشر پار لگا دی تو نے

تھا وہ اک سایہ رحمت ترا احسان نہ تھا
فیضیاب اس سے یہاں کون بھلا انسان نہ تھا
رات دن رہتی تھی بہبود جہاں پیش نظر
اک بجز اس کے کسی بات کا ارمان نہ تھا
تیری تقریر میں جادو تھا تو تحریر میں سحر
قالب مردہ میں کیا ڈالتا تو جان نہ تھا
اپنی ہی دھن میں بہا جاتا تھا دریا کی طرح
دل ترا آہنی تھے لوگوں کے پریشان نہ تھا
کام خامہ سے لیا وہ جو نہ خنجر سے ہوا
کیا کرامات تھی گرویدہ کا فیضان نہ تھا
مشکلوں میں نہ ٹلا جادہ حق گوئی سے
بیوفائی کا عزیزوں کی ذرا دھیان نہ تھا
کیا عجب ہے کسی نے جو ستایا تجھکو
اپنے اور غیر میں کر سکتا تو پہچان نہ تھا

ملک اور قوم کی اصلاح میں دی جان عزیز — کام جو تو نے کیا ہے وہ کچھ آسان نہ تھا
ہند والوں کے ہے سر پہ ترے احساں کا بار — تا ابد شانہ سے اترے گا یہ ان سے زنہار

یادِ شہید

اے دھرم کے بیر آپ کو لائیں کہاں سے ہم — میدان کا مرد کوئی دکھائیں کہاں سے ہم
سدھرم کا تھا فقط پُر جوش آپ سا — ان خانہ جنگ لوگوں میں پائیں کہاں سے ہم
گفتار دینی اور ہے کردار اور ہے — تقریر سے دلوں کو ہلائیں کہاں سے ہم
تحریر لاجواب جو دل میں اثر کرے — چھوٹے دلوں سے لکھیں لکھائیں کہاں سے ہم
تحقیق حق کا شوق نہ سدھرم سے ہے پیار — تجھ سا شہید کوئی بنائیں کہاں سے ہم
دل کانپتے ہیں جبکہ صعوبت کے نام سے — میدان میں دھرم کے نکل آئیں کہاں سے ہم
خود غرضیوں کے ہاتھ سے بدحالیوں میں ہیں — نام و نشان بدی کا مٹائیں کہاں سے ہم
رہ رہ کے یاد آئے نہ کیوں لیکھرام کی — ملتی نہیں نظیر کوئی اس کے کام کی
وہ آریہ سماج کا خدمت گزار تھا — گردش نصیب صورت لیل و نہار تھا
حملے جو اس پہ کرتے تھے اغیار بار بار — دیتا جواب سب کا وہی نامدار تھا
کھاتے تھے منہ کی جتنے مخالف تھے وید کے — میدان بحث میں وہ اکیلا ہزار تھا
جبریل نے سنا تھا جو قرآن کا بیان — ہاتھوں سے [illegible] کے ہو گیا وہ تار تار تھا
جب بحث میں نہ ہو سکا اس سے مقابلہ — اسلام سرنگوں تھا اور بدعت شرمسار تھا
دھوکے سے اک چھری اک مسلم نے بھونک دی — آخر نکالا دل میں جو اس کے غبار تھا
یوں آریہ سماج کی خاطر وہ شیر مرد — جان عزیز کر گیا اپنی نثار تھا

لکھا گیا جریدۂ عالم پہ اس کا نام
زندہ رہیگا تا ابد [illegible] لیکھرام

میرے اندرونی جذبات کی عکسی تصویر

کرتا ہوں ترا شکر شب و روز خدایا
بد فعلیوں سے میری طبیعت کو رکھا باز
بدکار زناکار نہ ہوں چور نہ ڈاکو
کرتا ہیں اگر حق کی امانت میں خیانت

تو نے مجھے اخلاقی جرائم سے بچایا
کچھ شوق نیک عمل کا بھی مجھے دلایا
اظہار صداقت نے ستم مجھ پہ ہے ڈھایا
اس پاپ کا بدلہ ہمیں جاتا نہ چکایا

پھل نخل بدی کا ہو اگر رنج و مصیبت
دہشتکارتی رہتی ہے ضمیر اپنی ہی اسکو
گر جاتا ہے سب خویش و اقارب کی نظر سے
بدکار کا ہوتا ہے برا حال جہاں میں

انسان کو ہوتی ہے بہت اسکی ندامت
کرتا ہے وہ محسوس بہت ذلت و خفت
اور اپنے پرائے لیے کرتے ہیں ملامت
اپنوں کو بھی منہ اس نے نہ آخر کو دکھایا

بہبودی عالم کیلئے کوئی نکوکار
بد اس کیلئے کرتے بدی ہوتے ہیں نادم
مایوسی و غم آ کے نہیں پاس پھٹکتے
دلشاد رہے رنج میں اور غم میں شگفتہ

ناگاہ مصیبت میں جو ہو جائے گرفتار
سب جانتے ہیں جب نیک بشر اسکے مددگار
ہوتا نہیں وہ حیران و پریشان زنہار
آلام نے کب لیکے ثبات اس کا ہلایا

گو قوم کی خدمت نہیں کچھ مجھ سے بن آئی
پر ملک کا اور قوم کا ادنے سا ہوں خادم
جو کچھ ہی کیا میں نے کیا نیک سمجھ کر
میں بندہ ناچیز ہوں اور ہیچمداں ہوں

اور ملک کی مجھ سے نہ ہوئی کچھ بھی بھلائی
روشن ہی میرے کام سے باطن کی صفائی
لے آئی جیل میں مجھے قسمت کی برائی
آنکھوں پہ مجھے اہل بصیرت نے بٹھایا

امداد مجھے جو آریہ پرشوں نے جو دی ہے
مشکل کو میری کر دیا آسان انہوں نے
تن من بھی میرے واسطے قربان کیا ہے
شاباش لیجئے آریہ ڈیفنس کمیٹی

روشن ہے زمانے میں نہیں اب وہ چھپ
وہ [redacted] ہی سمجھتا ہوں دیا مجھ پہ جو ک
اور وہ من کی تو گنتی ہی نہیں کچھ بھی رہی
احسان نہیں مجھ سے ترا جائے بتا

دشمن تمہاری چاہتا ہستی ہی مٹانا
اس نے تو میرے قتل کا دیدیا فتوے
اعلان ہوا صاف یہ سرکار سے میری
اس کو یہ تکبر ہے کہ وہ ان کا ہے بھائی

رچھپال کی قدرت کا مگر راز نہ جا
یہ فتوے ہی اس کا کہیں جاتا نہیں
سرکار کو منظور ہے انصاف جیکا
میں بھی ہوں مہاراج بہادر کی رعا

گو آئی ہوئی مجھ پہ ہے اک سخت مصیبت
عرصے سے ہیں گو خویش و اقارب سے جدا ہوا
گو دا حبیب تعظیم مری ماں ہے پریشاں
پر باپ کے بدلے ہیں اگر جیل میں آتا

مدت سے پڑا جیل کی سہتا ہوں عقو
اور ہو گیا برباد میرا کار معیشت
حسرت میں ہے عورت میری دختر بھی بچر
سر بار ندامت سے بھی جاتا نہ اٹھا

پرواہ نہیں دنیا کی مجھے شادی و غم کی
پڑھ دیکھئے حالات بزرگان سلف کے
سدہرم کی رکشا کے لئے سہتے رہے وہ
ہاں ہتی شری رام نے کیا کیا نہ صعوبت

آرام کی پرواہ ہے نہ کچھ رنج والم
ہے ستیہ و شک خاک ہوں میں جیکے
کس طرح سدا چوٹ یہاں ظلم و ستم
دکھ درد ہری چند نے کیا کیا نہیں

تاریخ میں لاکھوں ہی شہیدوں کا بیاں ہے
شنکر کی موت کا نہیں کچھ حال چھپا ہے
بس کہانی شری سوامی دھیانند نے آخر

سدہرم پر جن جن نے یہاں وار دی جان
دنیا میں حقیقت کی حقیقت بھی عیاں
اور حال مسافر کا بھلا کس سے نہاں

سچائی کا پرچار جنہیں کرنا ہے ان سے
مرنے سے بھی جاتا نہیں جی اپنا چرایا

سکھ ان کو ہی ملتا ہے نہیں دکھ سے جو ڈرتے
غم دل پہ نہیں ان کے اثر کرتا ذرا بھی
کام اپنا سرانجام کرتے ہیں خود صاف دل سے
دکھ سکھ ہے لگا آتما کے ساتھ ازل سے
جیتے ہیں وہ اغیار کی خاطر ہیں جو مرتے
آپے سے نہیں اپنے وہ شادی میں گذرتے
پھنس جائیں مصیبت میں تو پروا نہیں کرتے
ہوتی ہے کبھی دھوپ کبھی ہوتا ہے سایہ

اے دوستو! تم نے جو کیا لطف دوبارا
کانچ نے پیا خونِ جگر میرے الم میں
غم خوار ہوں جب خود دکھاں غم ہو مجھے کیوں
دشمن کی عنایت کا بھی ممنون بہت ہوں
مشکور ہوں میں اس کیلئے دل سے تمہارا
بہتی ہے گورو کل میں مرے درد کی دھارا
میں جیل میں ہنس کھیل کے کرتا ہوں گذارا
پیارا آپ کا اس نے ہی مرے ساتھ نبھایا

شاہوں کا شہنشاہ جو ہے حاکم عادل
انصاف مجھے اس کی عدالت سے ملیگا
سچ جھوٹ کا سب فیصلہ ہو جائیگا خود ہی
کھل جائیگا یہ شاد نے کس کس کو دیا دکھ
اور جس کے ازل سے ہی قوانین ہیں کامل
نیت نہ مری اس سے چھپی ہے نہ مرا دل
کھولیگا وہی آپ مرا عقدہ مشکل
یا شاد کو کس کس نے یہاں مفت دکھایا

ماسٹر رونق رام جی شاد کا تحریری بیان

(جو ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ع کو عدالت میں داخل کیا گیا)

بعدالت جناب خان بہادر مولوی فضل متین صاحب ناظم بہ

باختیارات اسپیشل مجسٹریٹ

سرکار دولت مدار مستغیث بنام

(۱) ماسٹر رونق رام شاد ولد تایو مل ساکن بھڈور

(۲) مہاشہ لمبر دت ولد ماگھی رام ساکن رام گڑھ ملزمان

جرم زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند

بیان تحریری ملزم نمبر ۱ زیر دفعہ ۲۵۶ ضابطہ فوجداری

مجھ رونق رام ملزم نمبر ۱ کا حسب ذیل بیان تحریری عرض ہے کہ:۔

(۱) خالصہ پنتھ کی حقیقت کو تصنیف کرنے اور شائع کرنے کو میں تسلیم کرتا ہوں

(۲) وجہ تصنیف اور ضرورت اشاعت کتاب مذکور یہ تھی کہ خالصہ بھائیوں کی طرف سے بہت سی کتب اور پمفلٹ و ٹریکٹ برخلاف آریہ سماج اور اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی جی اور وید مقدس اور اسکی تعلیم کے شائع ہوئے جن میں سے اٹھارہ ٹریکٹوں کی ایک فہرست مصنف و مطبع وغیرہ بطور ضمیمہ اول شامل کرتا ہوں ۔ ان میں سے آٹھ ٹریکٹوں کے اقتباسات ضمیمہ دوم شامل کرتا ہوں جن کو عدالت کی سہولیت کیلئے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔ نیز چند اردو ٹریکٹوں کے اقتباسات ضمیمہ سوم شامل کرتا ہوں ۔ عدالت بنظر غور انصاف سے ملاحظہ فرماوے ۔ عدالت پر روشن

تت خالصہ صاحبان کے دل کا کیا حالت ہے انہوں نے کوئی دقیقہ آریہ سماج اور اس کے بانی یا اس کی الہامی کتاب اور اصول کو برا کہنے میں نہیں چھوڑا۔

(۳) کتاب مذکور کے لکھنے سے میرا یہ مدعا تھا کہ کسی طرح سے سکھ صاحبان کو اصلیت سے آگاہ کیا جائے اور ان کو گورو گرنتھ کی ماہیت سے مطلع کیا جائے جس سے ان کی غلط فہمی دور ہو۔ اور وہ راستی پر آجائیں۔ اس میں اختلافات کے دکھلانے کا یہی مقصد تھا کہ جیسے گورو صاحبان وید شاستر کو مانتے آئے ہیں۔ وہ بھی ان کی پیروی کریں اور وید مقدس کو کلام الہی تسلیم کریں تاکہ باہمی تنازعہ و رنج رفع ہو جائے۔ مگر بجائے نظر انصاف سے دیکھنے کے تت خالصہ صاحبان نے اپنی خفگی ظاہر کرنے کا ایک اور موقعہ اور بہانہ بنا لیا۔

(۴) دراصل کتاب مذکور سے کسی سکھ صاحب کو اگر وہ اس کو ٹھیک طور پر پڑھے۔ دکھ نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ کسی کو دکھ پہنچا۔ کتاب مذکور ستمبر ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اور اس پر کوئی اظہار ناراضگی نہیں کیا گیا۔ سردار نانک سنگھ صاحب رئیس ککڑ در سے جن کے ساتھ میرے مقدمات دیوانی زیر کار اراضی ایک لاولد کے دائر ہیں۔ لوگوں کو اکسایا اور انگیختہ سیاسی تحریک پر لائل گزٹ کے ایڈیٹر بھائی امر سنگھ نے چند اکسانے والے آرٹیکل اور نوٹ اپنے اخبار میں لکھے جس سے ناحق شور مچ گیا۔ اور یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا۔ ورنہ دراصل یہ کتاب نہ تو عناد پھیلانے کی نیت سے لکھی گئی۔ اور نہ اس سے کوئی عناد و رنج پھیل سکتا تھا۔ کتاب میں لکھے ہوئے مسئلہ نیوگ پر متانت اور سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ اگر سکھ صاحبان (دور) دعا کا اثر مانیں تو ان کو اختیار ہے مگر ذی فہم شخص خلاف قانون قدرت ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔

(۵) نیوگ کا مسئلہ کبھی لذت نفسانی یا شہوت پرستی نہیں۔ وہ آپت کال یعنی مصیبت کے وقت کا دھرم ہے جس سے مقصود اولاد کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اس کی اجازت صرف ایسے حالات میں دی جاتی ہے کہ (۱) خاوند نامرد ہو جائے (۲) مر جائے (۳) سنیاسی ہو کر تارک الدنیا ہو جائے (۴) ناقص دھرم یا (۵) دھرم سے پتت ہو کر مرتد ہو جائے۔ نیوگ کی اجازت صرف ان دو جنوں کو ہوتی ہے جو عالم باعمل نیک اور حواس پر قابو یافتہ ہوں دشو دیدوں کے لئے پنر دواہ یعنی نکاح ثانی کا حکم ہے۔ وید مقدس اور دھرم شاستروں میں اس کی برابر آگیا ہے نیوگ سے۔ اولاد

پیدا ہوتی ہے اس کو "کھیترج" کہتے ہیں اور وہ وراثت کی از روئے دہرم شاستر مستحق ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہوں:-

۱۔ رگ وید منڈل دس سوکت ۱۰ منتر ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ ایکادش سوکت (۲) اتھروید کانڈ ۱۸۔ انوواک اول سوکت اول منتر الغایت ۱۶ (۳) منوسمرتی ادھیائے نہم شلوک ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۹۰ و ۱۹۱ (۴) یاگیہ ولک سمرتی ویوہار پرکرن شلوک ۶۸ و ۶۹ اور وراثت جائداد پرکرن شلوک ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ (۵) وششٹ سمرتی ادھیائے ۱۷ (۶) گوتم سمرتی ادھیائے ۱۸ (۷) مہابھارت آدی پرب ادھیائے ۱۱۱ و ۱۳۱ و ۱۴۰ (شلوک ۳۳ و ۳۵) اور شانتی پرب ادھیائے ۳۴ شلوک ۷ (۸) انوشاسن ادھیائے ۴۴ شلوک ۱۲ (۹) گوتم دہرم سوتر ادھیائے ۱۸ سوتر ۴ لغایت ۱۱ وغیرہ۔

۲۔ پراچین یعنی پرانے زمانے سے نیوگ کی رسم چلی آئی ہے اور شاستروں میں اس کے نظائر بہت سے ملتے ہیں۔ ان میں سے نیچے ان کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا نشان مہابھارت میں ملتا ہے (۱) اتتھ رشی نے اپنی استری ممتا کو اجازت دی۔ مہابھارت آدی پرب ادھیائے ۱۰۴۔

(۱) ویاس مہرشی نے اپنی بھاوج امبکا سے دہرتراشٹر پیدا ہوئے ایضاً آدی پرب ادھیائے ۱۰۶ (۳) ویاس مہرشی نے بھاوج امبالکا سے پانڈو پیدا ہوئے) ایضاً ادھیائے ۱۰۶ (۴) ویاس مہرشی نے داسی سے ودر پیدا ہوئے) ادھیائے ۱۰۶ (۵) دیرگھ تما رشی نے راجہ بل کی اجازت سے اس کی رانی سودیشنا سے پانچ اولادیں پیدا کیں۔ آدی پرب ادھیائے ۱۰۴ (۶) ایک برہمن نے شاردنڈا یینی سے تین اولادیں پیدا کیں ایضاً۔ ادھیائے ۱۲۰ (۷) وششٹھ مہرشی نے سوداس کی بیوی مدینتی سے ایضاً ادھیائے ۱۲۲ (۸) کلماش نے رانی بھاونی سے ایضاً۔ ادھیائے ۱۲۲ (۹) (۱۰) (۱۱) راجہ پانڈو کی رانی کنتی نے تین دیوتا اشخاص۔ دہرم رشی۔ اندر۔ واسدیو سے تین اولاد راجہ یدہشٹر۔ ارجن اور بھیم پیدا کیں ایضاً۔ ادھیائے ۱۲۳ (۱۲) (۱۳) راجہ پانڈو کی دوسری رانی مادری نے اشونی کمار سے نکل اور سہدیو ایضاً ادھیائے ۱۲۴ (۱۴) اُدّالک رشی

کی بیوی نے نیوگ سے شدیت کیتو پیدا کیا۔ ایضاً ادھیائے ۱۴۴ دیکھا جاوے شریمد بھاگوت پوران - اسکندھ ۹ - ادھیائے ۹ - اور پدم پران دوسرا کنڈ - ادھیائے ۵۵ - شلوک ۳۴ و ۳۵ صفحہ ۱۳۴

(ے) گورو ارجن دیو جی ہندو (آریہ) کھشتری تھے۔ کھشتریوں کے کارنامجات کو جن کا ذکر مہابھارت وغیرہ میں ہے مانتے تھے۔ وہ ہندو (آریہ) دھرم کے آدی مول گرنتھ اور دیگر دھرم پستکوں سمرتیوں وغیرہ شاستروں میں آپ کمال کا دھرم مانا گیا ہے (ج) تاہم یہ انصاف اور قائمی نسل کے عالمگیر اصول پر مبنی ہے۔ نیوگ کی رسم یہودیوں میں بھی جاری تھی۔ (الف) چنانچہ توریت میں نہ صرف اجازت ہے بلکہ کوئی شخص اپنی لاولدی یا وجہ سے اپنے مرحوم بھائی کے لیے اولاد پیدا کرنے سے انکار کرے تو اس کے لیے سزا مقرر تھی ملاحظہ ہو کتاب استثنا باب ۲۵ آیت ۵-۱۰ - (ب) اور نیز روت کی کتاب باب اول و چار (ج) کتاب پیدائش باب ۱۶ و ۱۵ میں درج ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنی لونڈی تفسیر متی کی انجیل میں مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر حضرت یسوع کا نسب نامہ لاتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یوسف جو حضرت یسوع کا باپ کہلاتا ہے ہیلی کا شرع کے رو سے وارث اور بیٹا تھا۔ کیونکہ جب ہیلی بے اولاد مر گیا۔ تو اس کے بھائی یعقوب نے بموجب شرع بھائی کی جورو لے کر اس کے واسطے نسل جاری کی۔

(۹) دھرم شاستر کے رو سے ہندوؤں و آریوں میں طلاق ناجائز ہے اس کے بیواہ کا رشتہ کسی صورت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔ دو جوں یعنے برہمن کھشتری اور ویشوں میں خاوند کے مر جانے پر بھی عورت کا تکرار ازدواج منع ہے پس ان اعلے ذاتوں میں اگر عورت لاولد ہو اور اس کا خاوند مر جاوے یا سنیاسی ہو جاوے یا نامرد ہو تو وہ بزرگوں کی اجازت سے بموجب قوانین مقررہ کے اپنے دیور یا سپنڈ یا سگوت یا سمان ورن والے مرد سے بذریعہ نیوگ لڑکا پیدا کر سکتی ہے۔ مگر یہ تعلق ایک یا دو لڑکوں کے پیدا ہونے پر ٹوٹ جاتا ہے عیسائی اور مسلمانوں میں نکاح کا رشتہ ناقابل فسخ نہیں و نیز تکرار ازدواج کی اجازت ہے۔ اس لیے ان میں نیوگ کی رسم کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی اہل شیعہ میں متعہ جائز ہے جس سے مابین عورت اور مرد کے عارضی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ رشتہ بعد میعاد مقررہ کے فسخ ہو جاتا ہے۔ اہل سنت میں امام فخر الدین رازی صاحب اپنی تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۳ جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں :-

"تحقیق مرد مشرقی نکاح کرے ساتھ عورت مغربیہ کے اور اس عورت کے یہاں لڑکا پیدا

یعنی ہاجرہ سے بیٹا پیدا کیا (د) پادری مکاٹ صاحب اپنی

ہے۔ تو امام ابو حنیفہ صاحب بھی یہاں ثابت کرتے ہیں یعنے اس لڑکے کو اس مرد ناکح کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اور صرف یقین کے ساتھ اس بات سے کہ وہ لڑکا اس مرد کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا۔"

اور حضرت اقدس سراج العلما و تاج الفضلا و مولانا حافظ اشرف علی صاحب اپنی کتاب "بہشتی زیور" حصہ چہارم صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ:-

"میاں پردیس میں ہے۔ اور مدت ہو گئی۔ برسیں گذر گئیں اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب وہ لڑکا حرامی نہیں۔ اگر شوہر خبر پا کر لڑکے سے انکار کرے کہ میرا نہیں۔ تو اس حالت میں شوہر (پردیسی) ہر حکم شرع سے معاف ہو گا۔"

اسی طرح ان کا فرمودہ ہے کہ:-

"نکاح ہو گیا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ کہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ وہ لڑکا شوہر ہی کا ہے۔ حرامی نہیں۔ اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو انکار کرے۔ اور انکار کرنے پر معاف کا حکم ہو گا۔"

وہ صفحہ ۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ:-

"شریعت کا قاعدہ ہے۔ کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی ہونے کا حکم لگا دیں گے۔ اور عورت کو گنہگار ٹھیرا دینگے۔"

(۵) بعض گواہان استغاثہ نے جو اپنے بیانات میں تحریر کرایا ہے۔ کہ سکھ لٹریچر میں نیوگ کا نام ہی نہیں ہے۔ اس زبانی شہادت کی تردید اس کتاب سے ہوتی ہے جس کا نام گورمت سا ماینہ سنسکار ودھی ہے۔ اس کتاب کو سنت سیلداس اور سنت کرم سنگھ جی نے ۱۹۱۵ء میں تالیف کیا۔ اور اسکو گورمت پرچارک کمیٹی نے سری گورمت پریس امرتسر میں چھپوایا۔ اس کتاب کے شروع میں سکھ دھرم کے گیارہ ۱۱ بہم ایس۔ جن پر گوردواروں کی مہریں ہیں اور ایک سو پانچ سکھ عالموں اور لیڈروں کے دستخط ہیں۔ اس میں سے اٹھ آنند ودھی نیچے جو لکھا ہے اسکو ناظرین عظام کے ملاحظہ کے لئے گورمکھی سے اردو میں نقل کیا جاتا ہے

گورمت سا ماینہ سنسکار ودھی آٹھ آنند ودھی

جیسے گورمت میں سکھ پورے کا نام آنند ہے۔ ویسے سناتن مت میں کم پورے کا نام ...

اسے بیرودواہ بھی کہتے ہیں۔ وید ویاس کے پتا پراسر منی کا ایک ہے یتی نشٹے پتی ارتھات پتی کے سنیاسی ہو جانے مرد
ہو جانے دھرم سے پتت ہو جانے ... استری کو دوسرا پتی کرنے کی دھرم شاستر کے انوسار دینی ہے۔ نشٹہ ہمیں ابد
مہابھارت بھیشم پرب میں لکھا ہے۔ ناگ راجہ نے اپنی لڑکی بیوہ ہونے سے پیچھے ارجن کو دی جس کے
بیٹے ارجن نے پتر پیدا کیا جب کہ نند وید ودری کے ساتھ سگی پوتے تارا کے ساتھ نیوگ یعنی کرودکیتا تھا
کی اگیا سے ہوا۔ پنڈو راجہ کی استریوں نے پانچ دیوتاؤں سے یکت ہو کر پانچ پتر پیدا کئے ہیں جیسے سورج کے نیوگ سے کنتی کو کرن ہوا جو
کے پتر دھرم راجہ کے نیوگ سے اسی کنتی کو یدھشٹر ہوا اندر کے نیوگ سے کنتی کو ارجن ہوا۔ وایو کے نیوگ سے بھیم سین ہو
کنتی کو ہوئے۔ دو مرا استریوں کے ساتھ ویاس جی کے نیوگ سے دھرتراشٹر کی بینائی کی درستی کیا پتی ہوئی۔ ماست ...
نیوگ سناتن سے چلا آتا ہے تمہیں اور پرسرام نے اکیس بار چھتریوں سے پرتھوی کی ہے۔ ایسے رامائن میں لکھا ہے سو ایک بار چھتریوں
کی ودھوا ہوئی استریوں کے پیٹ سے پیدا ہوئی سنتان سے چھتری ماتر ہی رہے کہ ... چھتریوں کے ابھاو سے کھتری
کی ہے۔ پھر پرسرام نے بیس بار چھتری مارے۔ سو کس چھتری کے ساتھ ... چھتری کے رو سے ... اور ...
سو چھتری نہیں مارے گئے تھے جو بچے رہے۔ ان کے ویریہ سے اور چھتری پیدا ہو گئے تھے اور نہ چھتری ... کہنے والا
شاستر سے کرتا ہے ایک آدمی رشی متھیا وادی ہونگے سو رشیوں کو متھیا وادی کہنا نہیں ... چھتری جاتی
کے ابھاو ہوتے تو اتر جاتی برہمن آدکوں کے نیوگ سے ہی پیدا ہوئے ایسے کہنا ہوگا۔

ستیارتھ پرکاش کے چوتھے سمُلاس :- میں دیانند نے نیوگ وستار سے لکھا ہے۔ رگ وید
منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ... دس پتر اتپن کرنے کی اگیا ہے دس پتیوں کے ساتھ نیوگ کر کے پھر پتی سے پیچھے
تو نیوگ نہیں رہا۔ دیانند نے تو دہات پتی کے جیتے ہی استری کو نیوگ کر کے پتر اتپن کرنے کہیں پتی کی نامردی
کمزوری سے۔ ستیارتھ پرکاش چوتھا سمُلاس صفحہ ۱۱۷ میں دیکھو۔ ماں نیوگ نام کریا شاستر ست ... نند نام کر دیوے
کی ... تیسری بار شادی ہے ... اب پرنت ... گورو سنگتی ... پارکھ ... ارتھات
گرہستھ بات جنیہ ... سنگت میں نہیں ... جن کے ... کا ابھاو ...
... جنیہ ... ۵ ... اتم کا ... کوئی ... گورو جن کے
انوسار ست ... انتر ... کوئی ایسا ... ہے جو دوسرا جا
دستری ... نہیں کرنا ... شادی ... نہیں ... ایسے ... ادھم
مہاتما دھرم ... سنسار کا ... سماج ہے۔

(۱۱) نیوگ دھرم شاستر کے مطابق خاص حالات یعنی آپت کال یعنے مصیبت کے وقت کے لئے جائز ہے۔ چنانچہ جہاں اس پر آج زمانے میں اس پر عمل کیا گیا تو نیوگ کرنے والے کو نظر حقارت یا نفرت سے نہیں دیکھا گیا اور اولاد پر بھی کبھی کوئی حرف نہیں آیا۔ مہاراجہ وچتر ویرج کی بیوی سے بھیشم پتامہ، دھرت راشٹر وغیرہ کئی دہرماتما پرشوں کا نیوگ سے جنم ہوا۔ اور مہرشی ویاس اور مہرشی وششٹ وغیرہ نے اس کا عمل کیا۔ اس عمل سے انکی عزت میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ ست خالصہ صاحبان کے اس لفظ پر بلا وجہ چڑنے کی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ بے سمجھی سے بہت سے پمفلٹ و ٹریکٹ بیوجہ گالیوں کے نیوگ کے بارہ میں لکھکر انہوں نے اپنا مذاق بگاڑ لیا ہے۔ میکالیف صاحب کی کتاب سکھ مذہب جسکو استغاثہ نے مستند مانا ہے جلد سوم صفحہ ۳۲ پر جو اس واقعہ کا ذکر ہے (ملاحظہ ضمیمہ نمبر ۱۴) اس سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ حمل اس وقت ہوگیا تھا۔ اور بعدہٗ گورو ارجن دیو نے شری ماتا گنگا دیوی سے اسی کی بابت سوال کیا۔ فاضل عدالت اس جگہہ کو بھی ملاحظہ فرماوے جہاں بابا بڈھا نے کہا ہے کہ: "خزانہ گورو کا ہے اور مجھکو کھولنے کا اختیار ہوا ہے"۔

(۱۲) شری ماتا گنگا جی ۱۷ اسوج ۱۶۵۰ کو بابا بڈھا کے پاس گئیں اور گورو ہرگوبند جی کا جنم ۲۱ ہاڑ سمت ۱۶۵۲ کو ہوا۔ ۹ ماہ کے بعد ہوا۔ گرنتھ بلاس میں صاف لکھا ہے۔ دوہرہ "تبہی گھٹنے ماتا اور کینیوں نواس۔ ماتا من ہرکھت بھئی جنم بر بھجو بلاس"۔ یعنے اسی لمحہ ماتا کے بطن میں جان قائم ہوگئی۔ تمام دل میں خوشی ہوئی۔ اور جیتا میں راحت بڑہی۔ اس جگہہ اس جگہہ پر مراد حمل ہے۔ کیونکہ جب گورو ہرگوبند جی کا جنم ہوا تو لکھا ہے۔ چھند ۹۲ "ماتا گو دیکھ پون کسانی چتر بھیج روپ دیکھ ہرکھانی" یعنے ماتا کے بطن سے جان دیکھنے نکلا چاند کا دیکھکر خوش ہوئی۔ نیز ملاحظہ ہو۔ گورو بلاس چھیٹی پادشاہی صفحہ ۵۰ چھند ۲۶ و صفحہ ۵۴ چھند ۲۷ و سیاسے تہم۔ تواریخ گورو خالصہ مولفہ بھائی گیان سنگھ گیانی کی پہلی ایڈیشن میں اس واقعہ کا ذکر تک نہیں مگر ست خالصہ صاحبان اپنے مت کی ہانی دیکھکر چونکہ ریشم و تصنیف میں معروف ہیں اسلئے گیانی جی نے پیچھے سے لکھدیا کہ: "طبعی طرز حمل ہوا" اس لئے ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ گورو بلاس اور گورپرتاپ سورج میں لفاظی سے کام لیکر عجیب رنگ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر حملہ امور کو عقل سلیم اور قانون قدرت کے موافق دیکھا جاوے۔ تو صاف طور پر نیوگ ثابت ہوتا ہے۔

(۱۳) استغاثہ نے نیوگ کی نہیوت کی تردید میں اس بات پر زور دیا ہے کہ بابا بڈھا بہت بوڑھا تھا اسکی عمر ۹۰ سال اور ۹۴ سال بتائی گئی ہے لیکن اس کی تردید میکالف صاحب کی کتاب سے ہوتی ہے۔ جن کو استغاثہ نے مستند تسلیم کیا ہے۔ بحوالہ سکھ مذہب جلد اول صفحہ ۴۷ پر بابا بڈھا کی نسبت لکھا ہے (ترجمہ) یہ شخص (بھائی بڈھا) زندگی کے شباب میں نہایت گرداس نے گرنتھ صاحب کو گورو ارجن کے لئے نقل کیا۔ اور

گورو جی نے اسکو اس مقدس کتاب کا امرتسر میں محافظ بنایا۔ یہ واقعہ سمت ۱۶۶۱ بکرمی کا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۰، کتاب
مذکور) حالانکہ ماتا گنگا دیوی جنکے یہاں سمت ۱۶۵۱ بکرمی میں یعنے دس سال پہلے گئیں جسکے بعد بابا بڈھا ۲۳ سال جیتا رہا۔ اسکی
اپنی اولاد بھی تھی۔ دیکھو گورو بلاس بادشاہی چھٹی ادھیائے نہم صفحہ ۱۰۳ اور گورو پرتاپ سورج جلد اول راس پہلی انسو
۳۰ صفحہ ۷۰۶ (ب) تواریخ گورو خالصہ مطبوعہ بار سوم کے صفحہ ۵۰۴ پر درج ہے کہ ایک شخص کی جو ستر سال کا تھا اولاد
ہوئی۔ (ج) توریت کی کتاب پیدائش باب ۲۱ میں درج ہے کہ حضرت ابراہیم کا بیٹا پیدا ہوا جبکہ اسکی عمر ۸۶ سال کی
تھی اسکے متعلق اور بھی نظائر ہیں جن سے ستیارتھ کی تھیوری رد ہو جاتی ہے کہ بابا بڈھا نیوگ کے ناقابل تھا۔ بابا بڈھا
جتیندری اور ریاضت کش تھا۔ اس طرح نیوگ کیطرح لائق تھا۔

(b) This man (Bhai Budha) was in the prime of life when Gurdas copied the Granth Sahib for Guru Arjuna, & the later made him custodian of the sacred Volume. [The Sikh Religion P. 77)

(۴) استغفا نے الفاظ "ماتا" پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن اس مقام پر گورو بلاس یا گورو پرتاپ سورج میں لفظ
"ماتا" سے مادر یا والدہ مراد نہیں بلکہ صرف کلمہ تعظیم اور عزت کا استعمال ہے۔ (۱) ملاحظہ ہو پنجابی ڈکشنری صفحہ ۷۳۰ مولفہ بھائی
مایہ سنگھ پر خالصہ کالج کونسل ونسنٹ کلارک صاحب جو سپرنٹنڈنٹ حکام سررشتہ تعلیم ترتیب کیگئی اور مفید عام پریس لاہور میں ۱۸۹۵ء میں
چھپی لفظ ماتا "ماتا کے معنوں میں ایک سکھ گورو کی بیوی" ہے۔ (۲) نیز میکالف صاحب کی کتاب جلد اول صفحہ ۲۲ نوٹ دیباچہ
میں لکھا ہے۔ (ترجمہ) سکھ لوگ گوروں کی بیوی کو ماتا لقب دیتے ہیں۔ اسی طرح جیسا کہ وہ گورو نانک کو بابا کا لقب دیتے ہیں"
(۳) اسی طرح گورو رام داس گورو ہرگوبند جی کا لقب بابا تھا۔ انکی والدہ ماتا گنگا جی کو بھی اسکو بابا کہا ہے۔ دیکھو گورو بلاس چھٹی پاتشاہی
ادھیائے نہم دوہرہ ۱۸۳، صفحہ ۲۴۶ (۴) بابا اٹل کے پیدا ہونے پر شری گورو نانک دیو جی نے درشن دیا اور بچپن ہی میں چل بسے انہیں گورو
ہرگوبند کی استری ماتا نانکی کے لئے جسے رضا مندی ہونا چاہتا آپنے اس کے لئے ماتا کا لفظ استعمال کیا۔ گورو بلاس چھٹی پادشاہی
چھٹا ۷، ادھیائے نہم [illegible] گورو [illegible] واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر میکالف صاحب
[illegible] (۵) جب [illegible] تو اسی 7
لئے [illegible] الفاظ [illegible] ملاحظہ ہو بھائی سرمن سنگھ کا ترجمہ گورو ست گورو تا صفحہ ۵۹

اور ٹریکٹ "ہم ہندو نہیں" مؤلفہ بھائی کاہن سنگھ صفحہ ۱۲ (نوٹ) جس سے ظاہر ہے کہ مائی کے معنے والدہ کے نہیں +

(۵) ہندو لوگ دریائے گنگا کو گنگا ماتا اور گائے کو گئو ماتا پکارتے ہیں [illegible] جو والدہ مراد نہیں ہوتی

(۶) اگر اہل استغاثہ نے کہا ہے کہ بڑی عورت کو ماں برابر کو بہن اور چھوٹی کو بیٹی سمجھنا چاہیے۔ ماتا گنگا دیوی بابا بڈھا سے بہت چھوٹی تھیں وہ ان کو بیٹی پکارتے نہ کہ ماتا"+

(2) Mata माता s. f. mother a title of respect given to (Devis) Goddesses; the smallpox; a title of respect given to an old woman; a wife of a Sikh Guru; a wife of the descendant of the Sikh Gurus (P. D. 1895 P. 737)

(3) The Sikhs give the title Mata or mother to the wives of the Gurus in the same way as they give the title Baba or father to Guru Nanak. (The Sikh Rel: P 22)

(۱۵) استغاثہ نے ور شاپ پر بہت زور دیا ہے کہ جہاں تماں لوگوں کے بچن پورے ہو جاتے ہیں لیکن اس کی تائید میں کوئی بیان گرنتھ صاحب وغیرہ سے نہیں دیا کہ ایسے لوگ کرامات یا خرق عادت معجزہ کر سکتے ہیں۔ اس کے متعلق صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا۔

(۱) ور شاپ یعنی دعا یا بددعا کا اثر سننے والوں کے دماغ پر ہوتا ہے۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ بعض کلام سے مادی اثر پیدا ہو سکتا ہے جیسے حمل کا ہو جانا۔ گوروبلاس چھیوین پادشاہی صفحہ ۲۰۵ [illegible] میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ کسی گورو نے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت نہیں کی انکی اولاد اس طرح پیدا ہو جاتی کہ ست نام کا منتر کاغذ پر لکھ دیا اور اس کے چھونے سے حمل ہو جاتا ہے۔ مذہبی کتابوں اور تواریخ میں جو ور شاپ کے پورے ہونے کا ذکر پایا جاتا ہے وہ وقوعہ کے پیچھے کا ہو سکتا ہے

(۲) سکھ دھرم میں کرامات سے ہی تو منتر آدمی کا کہنا [illegible] ہے۔ بلا خلط ہو۔ (الف) آدگرنتھ صاحب سری راگ محلہ [illegible] بہو کا [illegible] صادق [illegible] شیخ [illegible] درد [illegible] برکت [illegible] [illegible] (ب) آدگرنتھ صاحب سود [illegible] راگ [illegible] کرامات۔

(ج) بھائی گوروداس کی واربی [illegible] کرامات [illegible] (د) بھائی گوروداس کی واربی [illegible]

(بابا بولے تابھی جی شبد ستو سچ مکھوں الائی۔ باجھوں سچے نام ہور کرامات اساں ہتیں نا ہیں) (۵) گورو ست سد لکھ کر مصنف بیانی
کماسن سنگھ گرواہ صفحہ ۲۰۰ و ۳ و ۹ وغیرہ۔ (۱) اگر گرو صاحبان کو ایسی داکیہ سدھی ہوتی کہ جو وہ کہتے پورا ہو جاتا ہو تو گورو ارجن
دیو اور گورو تیغ بہادر و گورو گوبند سنگھ جی کو حکام وقت اور بادشاہ وغیرہ سے اسقدر تکالیف اور عذاب نہ سہنے پڑتے اور گورو
صاحبان کی بعض اولاد نافرمان اور بدکردار ہوتی۔

(۱۶) استغاثہ کا یہ قول کہ محض بابا بڈھا کے ور سے حمل ٹھہر گیا۔ ٹھیک نہیں کیونکہ انکی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ باپ کے نطفہ اور والدہ
کے خون سے جسم بنتا ہے ملاحظہ ہوں حوالہ جات ذیل:- (۱) مات کی رکت پتا کی بند سا جن مہیت بندھی دکھتی (آدگرنتھ راگ گوڑی
بانی بھگتاں کبیر شلوک ۶) (۲) بندتے جن پنڈ کیا اگن کنڈ رہایا۔ دس ماس ماتا اودر اکھیا بہور لاگی مایا۔ (آدگرنتھ
راگ ۳ سا بانی کبیر۔ پہلا ایک) (۳) جل کی بھیت پون کا تھنبا رکت بند کا گارا۔ ہاڑ ماس ناڑی کا پنجرا پنکھی بسے بچارا
(راگ سورٹھ بانی روداس شبد ۷) (۴) رکت بند کی دیہ سچ پانچ تتو کی جڑت جڑائی (بھائی گورداس وار ۳۱ پوڑی ۱ وغیرہ

(۱۷) جہاں تک میرے علم اور عقل نے مدد دی ہے بعد تحقیقات میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ در اصل گورو ہرگوبند صاحب کی پیدائش
نیوگ سے ہوئی۔ میرا یہی یقین تھا اور ہے اور سکھ اپنے دھرم سدھانت کی پشٹی (تقویت) کے لئے اس کے ظاہر کرنے میں
کوئی گناہ یا جرم نہیں کیا۔ مزید وجوہات حسب ذیل ہیں۔ (۱) گورو ارجن دیو جی کی پہلی بیوی سے کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔
حالانکہ وہ منکوحہ نو سال زندہ رہی (۲) سوائے گورو ہرگوبند جی کے دوسری بیوی سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی (۳) اپنی
بیوی کے زور دینے سے جب تین سال بلا اولاد گذر گئے تو اس کو بابا بڈھا کے پاس بھیجا محض ور دینے کے لئے کسی دیگر گورو [illegible]
نہیں کیا کیونکہ وہ خود عامل خیال کئے جاتے تھے۔ (۴) ماتا گنگا دیوی نے جب گورو ارجن دیو سے کہا کہ ایسی مہربانی کرو کہ ہمارا بیٹا
ہو تاکہ ہم خوش ہوں اور کوئی ہنسی نہ کرے تو گورو ارجن دیو نے اسکو آگیا دی کہ ظاہر میں بابا بڈھا کے پاس جاؤ وہ ست اپدیش یا پوری
کرینگے۔ گورو بلاس راوجھیلت پہلا چھند ۲۰۰ و ۳ و ۳ (ب) دوسری بار جب اسکو کہا کہ اکیلی سنگ یا دل بیتتے ہاری بھین سن کر
جاوتیہ۔ بیٹے کی خواہش پوری ہوگی۔ چھند ۲ لفظ بیتتے ہاری پر معنی اور خاص غرض کے قابل ہے۔ دونوں منقولہ بالا میں یہ نہیں کہا
گیا کہ بابا بڈھا سے ور یعنی دعا لے آؤ۔ (ج) جب ماتا گنگا دیوی واپس آئی تو بھی گورو ارجن دیو جی نے کہا کہ تم جو اس سے
بیٹا لینے گئی تھی تو مل کی مراد حاصل کی (چھند ۰۰) یہ نہیں کہا کہ ور لے آئی ہے۔ (د) بلکہ بابا بڈھا نے یہی ایسا کہا
اس وقت میری یہ کہہ دو کہ ہے تمہاری خواہش بیٹا کی پوری ہوئی" (چھند ۲۷) یہ نہیں کہا کہ جا تیرے بیٹا ہو جائیگا
یا کہ تجھے ور دیتا ہوں۔ ان چاروں جگہ لفظ اسست یعنی بیٹا استعمال کیا گیا ہے۔ (۵) ننکے چھبے بیاہی پر ستوی چند نے
اپنی بیوی سے صاف کہا تھا کہ گورو ارجن دیو جی کے یہاں اولاد نہ ہوگی تیرا بیٹا وارث ہوگا۔ (۶) گورو ارجن دیو جی نے اپنے

اپنے بھتیجے مہربان کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ چنانچہ یہ بتی اس کے باپ گورو ہر گوبند کے جنم کے بعد دعویٰ کیا کہ چونکہ میرا بیٹا مہربان پہلے سے متبنیٰ ہو چکا ہے وہ وارث ہوگا۔ گورو ارجن دیو نے اس طرح فیصلہ کیا کہ مہربان کو ساڑھے تین سو بیگھہ بانٹ کے دیدیئے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی) (گواہ استغاثہ صفحہ ۱۰۵) ان واقعات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یا گورو ارجن دیو جی اس قدر زہد عبادت وغیرہ میں مصروف رہتے تھے کہ وہ خود اولاد پیدا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ یا اولاد پیدا کرنے کے ناقابل تھے۔

(۱۸) شہادت استغاثہ سے ظاہر ہے کہ بابا پرتھی ایک دہریا تھا اور ماتا گنگا دیوی کا بھی یہی ویسا ہی ستری تھی۔ انہوں نے گورو ارجن دیو جی کے حکم کی تعمیل کی۔ ان کا میل نیوگ بتلانے میں مصنف کی کوئی بد نیتی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں بہتان پرستی کا کوئی سوال نہ تھا۔ میں نیوگ کو آریہ دھرم مانتا ہوں اور اسمیں بموجب اپنے عقیدہ کے کسی قسم کی اخلاقی کمزوری نہیں سمجھتا۔ بلکہ میرا احساس ہے کہ انہوں نے آریہ دھرم کا پالن کیا۔ پس میرے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳-الف عاید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تشریح دفعہ مذکور سے میری صاف بریت ہوتی ہے۔

(۱۹) تت خالصہ گواہوں نے زیادہ تر غصہ اور جذبات سے کام لیا ہے جبکہ وہ شہادت میں بھی نہیں چھپا سکے انہوں نے واقعات پر غور نہیں کیا۔ کیونکہ جوش اور غصہ انکو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ میری نیک نیتی ہے۔ نیت صرف چند ایک سطر و فقرہ جات سے جانچی نہیں جا سکتی۔ بلکہ ساری کتاب سے (الف) خالصہ پنت کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حملات مخالفانہ و معاندانہ نہیں بلکہ محققانہ ہیں (ب) بعض جگہ پر اختلاف حق گورو نانک دیو اور دیگر گورو صاحب جیسا انسانوں کی غلطیوں کا بیان اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ریتی کے متلاشیوں کو ظاہر ہو کہ انسان آخر انسان ہے غلطیوں سے مبرا نہیں ہو سکتا (ج) تت خالصہ بھائیوں نے جو نا واجب اعتراض بوجہ غلط ترجمہ وغیرہ وید مقدس پر کئے ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ لغو اور بے بنیاد ہیں۔ (د) پکشپات اور کسی تعصب کی غرض سے مطلق یہ کتاب نہیں لکھی گئی صرف اشاعت و تعلیم وید و آریہ سماج اور اسکی عالمگیر سچائیوں کو مد نظر رکھنے اور وہ چشمۂ فیض وید جس کی ہدایت نے صد ہا قالبوں کو شاداب کیا۔ اسپر ناجائز حملہ کرنے والوں کی رہنمائی اور تحقیق حق کے لئے تحریر کی گئی۔

ایسا کرنے سے میں نہ پرمیشور کی درگاہ میں قصوروار ہوں اور نہ قانون کے سامنے مجرم ہوں۔

فدوی

رونق رام شاد ساکن بھدوڑ ملازم معرفت لالہ وزیر چند وکیل بی اے ایل ایل بی۔

۲۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء